الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

بیادگار

اعلیٰحضرت امیر ملت الحاج پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری

1984JanuaryFeb

ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا صاحبزادہ پیر سید افضل حسین شاہ صاحب

ایڈیٹر

حضرت مولانا غلام رسول گوہر نقشبندی جماعتی

اسسٹنٹ ایڈیٹر ــــــ فیاض احمد گوہر



انوار الصوفیہ رسائل پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری
نے انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام 1905 کو شروع کروایا تھا
رسالہ انوار الصوفیہ کی 68 جلدیں مہیا کرنے پر
میں جناب محمد محمود صاحب کو مشکور ہوں
جن کی لسٹ مندرجہ بالا ہے (بختیار حسین جماعتی)

محمد محمود معزوی جماعتی
خلیفہ مجاز شیخ معزالدین طالبی جماعتی
خلیفہ مجاز سائیں محمد حنیف لال بادشاہ مری

1	1960 October	21	1972 May	41	1971 Janu Feb
2	1961 July	22	1972 December	42	1973 Agust
3	1961 December	23	1973 March	43	1973 Aril
4	1962 Feb	24	1973 March	44	1974 Agust September
5	1962 May	25	1973 December	45	1975 December
6	1962 October	26	1975 March	46	1976 March April
7	1963 January	27	1978 Feb	47	1979 June july
8	1963 June	28	1980 July	48	1980 Dec 1981 Janu
9	1963 September	29	1981 July	49	1980 October NOvember
10	1964 Feb	30	1982 Feb	50	1981 Jantaree
11	1964 March	31	1982 July	51	1982 1983 Dec Jan
12	1965 January	32	1984 April	52	1982 March April
13	1965 May	33	1959 Agust Rizwan	53	1982 May June
14	1965 July	34	1965 March Hanfi	54	1983 Feb March
15	1966 June	35	1967 April May	55	1983 May June
16	1969 Feb	36	1968 October November	56	1983 Nov Decemb
17	1969 December	37	1969 agust	57	1984 Jan Feb
18	1970 December	38	1969 March April	58	1984 October Jantare
19	1971 Feb	39	1970 May June	59	Aaena Khalq e Muhamadi
20	1971 November	40	1971 Agust	60	Majmua Hazar Masla



نعت شریف

حسیں تجھ سا نہیں دیکھا کہیں بھی یارسول اللہ ﷺ
ہیں دیکھی گھوم کر ساری زمیں بھی یارسول اللہ ﷺ

ستارا تیری رفعت کا رسالت کا نبوت کا
چمکتا ہے سرِ عرش بریں بھی یارسول اللہ ﷺ

نگاہِ کرم سے تیری یہ مثلِ ماہ ہو جائے
درخشاں میری قسمت کی جبیں بھی یارسول اللہ ﷺ

ترے دریائے رحمت سے ہے بہرہ ور جہاں سارا
ملائک، آدمی، روح الامیں بھی یارسول اللہ ﷺ

قیامت میں گنہ گارانِ اُمت کیلئے تم ہو!
مشفع اور شفیع المذنبیں بھی یارسول اللہ ﷺ

کرم ہے تیری نسبت کا خطاؤں کو مری آقا
نہیں لکھتے کراماً کاتبیں بھی یارسول اللہ ﷺ

حسینانِ جہاں دیکھے ہزاروں دلربا دیکھے
نہیں دیکھا حسیں تجھ سا کہیں بھی یارسول اللہ ﷺ

نہیں لاتا خیالوں میں سلاطینِ زمانہ کو
ترے در کا گدائے کمتریں بھی یارسول اللہ ﷺ

گداگر ہوں بھکاری ہوں میں منگتا ہوں ترے در کا
غنیمت ہے مجھے نانِ جویں بھی یارسول اللہ ﷺ

نگاہِ مصطفائی سے بہ مثل گوہرِ تاباں
چمک جاتا ہے خذفِ کمتریں بھی یارسول اللہ ﷺ

صلی اللہ علیہ وسلم

انجمنِ خدامِ صوفیہ پاک وہند کا واحد ترجمان
ماہنامہ

انوار الصوفیہ
قصور

شمارہ ۱۱، ۱۲ جلد ۷۱ | ماہ جنوری، فروری ۱۹۸۴ء

نگرانِ اعلیٰ
مولانا الحاج پیر سید افضل حسین شاہ صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور شریف

مدیر مسئول
غلام رسول گوہر

سرپرستی
حضرت معین الملت پیر سید حیدر حسین شاہ علی پوری

زرِ بدل
سالانہ : بیس ۲۰ روپے
ششماہی : دس ۱۰ روپے
فی شمارہ دو ۲ روپے

دائرے میں سرخ نشان آپ کا چندہ ختم ہونے کی علامت ہے۔
مدیر

مدیر : غلام رسول گوہر ——— مطبع : لاہور آرٹ پریس انارکلی لاہور ——— مقام اشاعت : کوٹ عثمان خاں قصور

قواعد وضوابط

اس رسالہ کے ذریعے

۱۔ علم تصوّف کی اشاعت کرنا۔
۲۔ حضرات مشائخ کرام کی سوانح عمریاں پبلک کے سامنے پیش کرنا اوران کے اخلاق وغیرہ کی تعلیم دینا۔
۳۔ یہ رسالہ انگریزی مہینہ کی ہر بیس تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔
۴۔ جن اصحاب کی خدمت میں بامید قبولیت رسالہ ہذا جاوے وہ آیندہ مہینہ تک اپنی منظوری یا نامنظوری کی اطلاع دیویں۔
۵۔ خط وکتابت میں پتہ صاف اور خوشخط ہونا چاہیے۔
۶۔ ہر قسم کی خط وکتابت اور ترسیل زر بنام ایڈیٹر رسالہ انوار الصوفیہ ہونی چاہیے۔

فہرست

رسالے کی بے قاعدگی کا سبب

اور

معذرت!

ماہنامہ انوار الصوفیہ چند مہینوں سے دو ماہا شائع ہو رہا ہے اور وہ بھی غیر معمولی تاخیر کے ساتھ۔ ہمارے احباب جو رسالہ کو ہمیشہ جاری، قائم اور زندہ و تابندہ رکھنے میں ہمارے ساتھ تعاون کرتے ہیں، اس لیے کہ یہ رسالہ ہمارے پیر و مرشد سیدنا و مولٰنا حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ قدس سرہٗ علی پوری کی کئی یادگاروں سے ایک درخشاں اور روشن یادگار ہے جو دلوں کو غوایت و ضلالت کی کثافتوں اور کدورتوں سے مجلّا اور مصفّا کرتا ہے اور ظلمات سے نکال کر نور کی جانب رہنمائی کرتا ہے۔ ان کا ہم کو کامل احساس ہے کہ ان کو رسالہ کی اشاعت میں دیر ہونے اور رسالہ نہ ملنے سے بڑی کوفت اور تشویش ہوتی ہوگی جب کہ وہ سالانہ چندہ وقت پر ادا کرنے میں تساہل نہیں کرتے مگر جن مجبوریوں سے ادارہ دوچار ہوتا ہے اس کا کسی کو علم نہیں ہوتا۔ اگر علم ہو تو رسالہ کے متعلق جو کچھ ہم کر رہے ہیں اس کو بھی غنیمت جانیں اور جو بے قاعدگیاں سرزد ہو رہی ہیں ان میں ہم کو معذور رکھیں۔

رسالہ کا باقاعدہ دیگر رسالوں کی طرح ٹھیک وقت پر شائع نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں گرانی بہت زیادہ ہے رسالہ کی جتنی اشاعت ہے وہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس سے جو رقم وصول ہوتی ہے وہ اتنی قلیل ہے کہ صرف اس سے تین چار ماہ کا رسالہ چھپ سکتا ہے لیکن میں نے اب تک جس طرح سے بھی ہوا قرض اٹھا کر رسالہ جاری رکھا ہے چنانچہ رسالہ دو ہزار روپے کا مقروض ہوگیا ہے۔ سجادہ نشین صاحب مولٰنا پیر سید افضل حسین شاہ صاحب کی خدمت میں فریاد کی کہ رسالہ کو سہارا دو ورنہ یہ یادگار باقی نہ رہے گی۔ الحمد للہ! آپ نے فریاد سنی اور دو ہزار روپے کا قرض ادا کر دینے کا وعدہ فرمایا اور آئندہ بھی ہر طرح سے دستگیری کرنے کا مژدہ سنایا ہے اس لیے اب نئے سال کے پہلے ماہ جنوری ۸۴ء سے باقاعدگی کے ساتھ رسالہ شائع کرنے کا عزم کیا ہے۔ اس لیے جن بزرگوں یا دوستوں کی طرف چندہ مدت سے واجب الادا ہے وہ فوراً چندہ ارسال کریں اور جو مخیر حضرات ہیں وہ امیر ملت کی یادگار کو قائم رکھنے کے لیے زیادہ سے زیادہ امدادی رقوم حضرت سجادہ نشین پیر سید افضل حسین شاہ صاحب

تحریر منیر قصوری سے

نعت شریف

محفلِ جاں سجی ہوئی آپؐ کے دم قدم سے ہے
میری تو کائنات ہی آپؐ کے دم قدم سے ہے

آپؐ نہ ہوں تو زندگی اِتنی حسین ہی نہ ہو
اِس کی تمام دلکشی آپؐ کے دم قدم سے ہے

آپؐ ہیں رحمتِ تمام آپؐ ہیں راحتِ مُدام
سب کے دِلوں میں تازگی آپؐ کے دم قدم سے ہے

موسمِ برگ ریز کیا نکہتِ عطر بیز کیا
شاخِ حیات میں نمی آپؐ کے دم قدم سے ہے

ماہِ جمیلِ نیم شب مہرِ جلیلِ نیم رُوز
چاندنی ہو کہ روشنی آپؐ کے دم قدم سے ہے

میری اذانِ دل نواز میری نمازِ جاں گداز
میرا شعورِ بندگی آپؐ کے دم قدم سے ہے

اب تو بُتانِ عصر سے زندگی بھر لڑوں گا میں
میرا یہ عزمِ آہنی آپؐ کے دم قدم سے ہے

اب نہیں مرسکوں گا میں اب تو سدا جیوں گا میں
میرا فروغِ زندگی آپؐ کے دم قدم سے ہے

○

میری سلاستِ زباں میری فصاحتِ بیاں
میری قصیدہ گستری آپؐ کے دم قدم سے ہے

○

میرا جمالِ فکر و فن میرا جلالِ فکر و فن
میرا کمالِ شاعری آپؐ کے دم قدم سے ہے

○

لوگ میرے کلام سے یوں بھی مطمئن حضورؐ!
میرے سخن کی چاشنی آپؐ کے دم قدم سے ہے

○

آپؐ کے فیض و لطف سے میں ہوں جہاں میں سرفراز
میری بلند قامتی آپؐ کے دم قدم سے ہے

○

آپؐ کے دم قدم سے ہے تاب و توانِ زندگی
آپؐ کا یہ منیرؔ بھی آپؐ کے دم قدم سے ہے

○○○

نعت شریف

عافیت مانگو نہ دریا کا کنارہ مانگو
نگہِ لطفِ محمدؐ کا اشارہ مانگو

درد مانگو نہ غمِ ہجر کا یارا مانگو
نوکِ مژگاں پہ چمکتا ہوا تارا مانگو

ماسوا اس کے نہ کچھ اور خدارا مانگو
اپنے اللہ سے اللہ کا پیارا مانگو

لیلائے شب کو ضیا بار بنانے کیلئے
صاحبِ سدرہ کے تلوؤں کا اُتارا مانگو

فردِ عصیاں کے لیئے فردِ ندامت کے لیئے
اُن کے اکرام کا بہتا ہوا دھارا مانگو

بحرِ عصیاں کے تھپیڑوں سے نکل جاؤ گے
ڈوبنے والو محمدؐ کا سہارا مانگو

تیرہ بختی تری انوار میں ڈھل جائیگی
گنبدِ سبز کے جلووں کا نظارا مانگو

ڈاکٹر
ہلال جعفری

نعت رسولؐ
بزبان
رسول صلی اللہ علیہ وسلم

أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ خُرُوجًا إِذَا بُعِثُوا

جب لوگوں کو اٹھایا جائے گا تو سب لوگوں سے پہلے میں اپنی قبر سے باہر آؤں گا۔

أَنَا قَائِدُهُمْ إِذَا وَفَدُوا

میں سب لوگوں کا قائد ہونگا جب وہ بارگاہ رب العلمین میں آئیں گے۔

أَنَا خَطِيبُهُمْ إِذَا سَكَتُوا

جب وہ خاموش ہوں گے۔ رب العالمین سے کسی کو کلام کرنے کا یارا نہ ہوگا تو میں ان سب کا خطیب ہونگا۔
یعنی سب کی طرف سے میں اللہ تعالٰے سے کلام کروں گا۔

أَنَا مُسْتَشْفِعُهُمْ إِذَا حُبِسُوا

جب عرصہ محشر میں سب لوگ روکے گئے ہونگے، تو اس وقت مجھ سے شفاعت کی درخواست کیجائیگی۔

أَنَا مُبَشِّرُهُمْ إِذَا يَئِسُوا

جب لوگ قیامت کے دن ناامید ہونگے تو میں ہی ان کو بشارت دینے والا ہوں گا۔

وَالْمَفَاتِيحُ يَوْمَئِذٍ بِيَدِي

اس دن یعنی قیامت کے دن فضل وکرم اور لطف وعنایت کی چابیاں میرے ہاتھ میں ہونگی۔

لِوَاءُ الْحَمْدِ يَوْمَئِذٍ بِيَدِي

اس دن حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہو گا۔

وَاَنَا اَكْرَمُ وُلْدِ اٰدَمَ عَلٰى رَبِّيْ يَطُوْفُ عَلَيَّ اَلْفُ خَادِمٍ كَاَنَّهُمْ بَيْضٌ مَكْنُوْنٌ اَوْ لُؤْلُؤٌ مَنْثُوْرًا

میں اپنے رب کے نزدیک آدم کی ساری اولاد سے زیادہ عزت والا ہوں گا۔ میری خدمت میں ایک ہزار خادم گھوم رہا ہو گا۔ ان کے منہ ایسے صاف اور بے غبار ہونگے گویا وہ شتر مرغ کے انڈے یا بکھرے ہوئے موتی ہیں۔ (مشکوٰۃ)

فَاُلْبَسُ مِنْ حُلَلِ الْجَنَّةِ ثُمَّ اَقُوْمُ يَمِيْنَ الْعَرْشِ لَيْسَ اَحَدٌ مِّنَ الْخَلَائِقِ يَقُوْمُ ذَالِكَ الْمَقَامَ غَيْرِيْ۔

قیامت کے دن جب میں قبر سے باہر آؤنگا تو جنت کے لباسوں سے مجھ کو جنت کا لباس پہنایا جائے گا۔ پھر میں عرش کی دائیں جانب کھڑا ہونگا۔ نہیں ہے مخلوق سے کوئی شخص جو میرے سوا اس مقام پر کھڑا ہو۔ (مشکوٰۃ)

بقیہ صـ۳

کی خدمت میں علی پور شریف کے پتہ پر ارسال کریں۔ اور چندہ سالانہ بیس سے تیس روپے کیا جا رہا ہے چندہ کی رقم قصور کے پتہ پر میرے نام ارسال کریں۔ اکثر حالات میں جو کرم فرما رسالہ کی مدد کرتے رہے ہیں ان کا اسم گرامی بصد شکریہ درج ذیل ہے:۔

جناب مہر عبد الحق صاحب۔ جناب مہر نور الحق صاحب۔ مولانا محمد شفیع صاحب کامو کے۔ جناب غلام نبی صاحب سانگلہ ہل۔ حاجی عاشق علی صاحب۔ نواب خاں سندھ۔ حاجی غلام جیلانی صاحب لاہور۔ خواتین کنجاہ ضلع گجرات حاجی محبوب علی خاں فیصل آباد۔ سنت پورہ حضرت حافظ عبد المجید خاں صاحب ظفر وال ضلع سیالکوٹ۔

دیگر مخیر حضرات کو بھی رسالہ کی امداد کرنے میں ان حضرات کی تقلید کرنی چاہیے۔ دوبارہ عرض ہے کہ تمام امدادی رقم حضرت قبلہ سجادہ نشین کی خدمت میں ارسال کرنی چاہیے۔

غلام [illegible] گوہر

نعت شریف

ارمؔ سنائی

زمیں پہ کون بتائے گا آسماں کا پتا
خدا سے پوچھ محمّد کے آستاں کا پتا

وہ گلستانِ نجف ہے کہ بوستانِ حجاز!
صبا سے پوچھتا پھرتا ہوں آشیاں کا پتا

فلک پہ راہگزر تھی زمیں پہ گردِ سفر
کہاں ملے گا ہمیں تیرے کارواں کا پتا

مہر و نجوم کو نرگس کو اور سورج کو!
نہیں کسی کو تیری چشم ضَو فِشاں کا پتا

ضمیر اہلِ مساجد نہ کہکشاں نہ کرن
اندھیرے دیں گے بھلا صبحِ گلستاں کا پتا

یہ کربلا کی زمیں ہے یہ خاکِ شہرِ رسولؐ
کبھی مکاں کی خبر تھی نہ لا مکاں کا پتا

تیری ثنا کا پیمبر میں ایک ننگِ قلم
نہ کچھ سخن سے تعارف نہ کچھ زباں کا پتا

یہ بارگاہِ علیؓ ہے یہ آستانِ رسولؐ!
سنیں جو پوچھتے پھرتے ہیں دو جہاں کا پتا

وہ معرفت کا دبستاں وہ شہرِ پاک ارمؔ
جہاں کے ذرّے ذرّے بتاتے ہیں کہکشاں کا پتا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات

اعجاز احمد خاں ـــــــــ جماعتی ہزاروی

۱۔ اللہ تعالے کی کتاب (قرآن مجید) ہر کلام سے سچائی اور صداقت میں زیادہ ہے۔
۲۔ ملت ابراہیم (علیہ السلام) تمام ملتوں سے بہتر ہے۔
۳۔ تمام طریقوں سے بہتر طریقہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہے۔
۴۔ اللہ کے ذکر کو تمام باتوں پر شرف حاصل ہے۔
۵۔ یہ قرآن مجید تمام حکایات وقصص سے پاکیزہ ہے۔
۶۔ اُلوالعزمی سب سے بہتر کام ہے۔
۷۔ بدعت تمام کاموں میں بدترین کام ہے۔
۸۔ انبیاء کا طریقہ تمام روشوں سے بہتر ہے۔
۹۔ شہیدوں کی موت، موت کی تمام قسموں میں بہتر قسم ہے۔
۱۰۔ ہدایت کے بعد گمراہی سب سے بڑا اندھاپن ہے۔
۱۱۔ جو عمل فائدہ مند ہو، وہ خیر الاعمال ہے۔
۱۲۔ بہترین راستہ وہ ہے ـــــــــ جس کا لوگ اتباع کریں۔
۱۳۔ بدترین اندھاپن دل کا اندھاپن ہے۔
۱۴۔ بلند ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔
۱۵۔ جھوٹی زبان سب سے بڑا گناہ ہے۔
۱۶۔ آپس میں ایک دوسرے سے کینہ نہ رکھو۔ ایک دوسرے سے منہ نہ پھیرو ـــــــ (بخاری)
۱۷۔ اللہ اور رسول کے بعد سب سے بڑا سخی وہ ہے جس نے علم سیکھا اور پھیلایا (مشکوٰۃ)
۱۸۔ حرص سے بچو کہ اس نے تم سے پہلوں کو برباد کیا ـــــــ (مسلم)
۱۹۔ رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے دونوں پر خدا کی لعنت ہے۔ (ابوداؤد)

۲۰۔ کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دنوں سے زیادہ چھوڑ دے۔ (بات چیت بند کردے)

۲۱۔ تکبر یہ ہے کہ حق کو قبول نہ کیا جائے اور لوگوں کو حقیر سمجھا جاتے۔ (ابوداؤد)

۲۲۔ قیامت کے دن ہر غدار کا جھنڈا ہوگا یعنی اس سے اس کی تشہیر ہوگی (مسلم)

۲۳۔ زمین والوں پر تم رحم کرو تو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ (بخاری)

۲۴۔ مومن میں برائی ہوسکتی ہے مگر خیانت کاری اور جھوٹ کی صفت نہیں ہوسکتی۔

۲۵۔ جو شخص جھوٹ بولے، وعدہ پورا نہ کرے اور امانت میں خیانت کرے، وہ منافق ہے اگرچہ وہ غازی اور روزہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ (مسلم)

۲۶۔ کسی سے خندہ پیشانی سے ملنا بھی صدقہ ہے۔ (بخاری)

۲۷۔ پہلوان وہ نہیں ہے جو لوگوں کو پچھاڑ دے، بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے (بخاری)

۲۸۔ سب سے برے لوگ وہ ہیں جو چغلیاں کھاتے پھرتے ہیں اور دوستوں کے آپس کے تعلقات خراب کرتے ہیں۔

۲۹۔ جو شخص ہمیشہ بھیک مانگتا رہتا ہے وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھی نہ ہوگا۔

۳۰۔ جب دشمن سے مقابلہ آپڑے، تو ثابت قدم رہو۔ یقین کرو کہ جنت تلواروں کی چھاؤں میں ہے۔ (بخاری)

○○○

حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ ایک پکا مکان بنا ہوا دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا: یہ کس کا مکان ہے؟ عرض کی گئی فلاں کا مکان ہے۔ آپؐ خاموش رہے۔ کچھ دنوں کے بعد وہ شخص جن کا مکان تھا، خدمت نبوی میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔ آپؐ نے اس کی جانب سے منہ پھیرا اور سلام کا جواب نہ دیا۔ اس کو بڑی پریشانی ہوئی۔ دوستوں سے آپؐ کی ناراضگی کی وجہ پوچھی۔ انھوں نے کہا کہ ہم تو صرف اتنا جانتے ہیں کہ ایک دن حضورؐ تیرے مکان کے پاس سے گزرے۔ آپؐ نے پوچھا۔ یہ کس کا مکان ہے؟ ہم نے تیرا نام بتایا۔ جب اس کو معلوم ہوا کہ آپؐ کے ناراض ہونے کی وجہ وہ مکان ہے تو اس نے جا کر اس مکان کو گرا کر زمین کے ساتھ برابر کر دیا۔ اس کے بعد پھر حضورؐ وہاں سے گزرے اور مکان کو نہ پایا۔ حضورؐ کے پوچھنے پر عرض کیا گیا کہ اس نے آپکی ناراضگی کے سبب اس کو گرایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا آگاہ رہو ہر عمارت اس کے مالک پر وبال ہے مگر وہ جو حاجت اور ضرورت کیلئے درکار ہو۔ (مشکوٰۃ)

حضورِ اکرم فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حُلیہ مبارک

میں کبھی آپؐ کو دیکھتا تھا کبھی چاند کو دیکھتا تھا تو آپؐ مجھے چاند سے زیادہ خوبرو معلوم ہوتے تھے: جابر بن سمرہؓ

آپؐ میانہ قد اور موزوں اندام تھے۔ رنگ سفید، سُرخ تھا۔ پیشانی چوڑی اور ابرو پیوستہ تھے۔ بینی مبارک درازی مائل، چہرہ ہلکا یعنی بہت پرگوشت نہ تھا۔ دہانہ کشادہ تھا۔ دندان مبارک بہت پیوستہ نہ تھے۔ گردن اونچی، سر بڑا اور سینہ کشادہ اور فراخ تھا۔ سر کے بال نہ بہت پیچیدہ تھے، نہ بالکل سیدھے تھے۔ ریش مبارک گھنی تھی چہرہ نکھرا نکھرا تھا۔ آنکھیں سیاہ سرگیں اور پلکیں بڑی بڑی تھیں شانوں پر گوشت اور مونڈھوں کی ہڈیاں بڑی بڑی تھیں۔ سینہ مبارک میں ناف تک بالوں کی ہلکی تحریر تھی۔ شانوں اور کلائیوں پہ بال تھے۔ ہتھیلیاں پُرگوشت اور چوڑی، کلائیاں لمبی اور پاؤں کی ایڑیاں نازک اور ہلکی تھیں۔ پاؤں کے تلوے بیچ سے ذرا خالی تھے۔ نیچے سے پانی نکل جاتا تھا۔

صحابہؓ پر آپؐ کے حسن و دلربائی کا بہت اثر پڑتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جو پہلے یہودی تھے پہلے پہل جب چہرۂ اقدس پر نظر پڑی تو بولے "خدا کی قسم! یہ جھوٹے کا چہرہ نہیں"۔

جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں۔ ان سے کسی نے پوچھا: آپؐ کا چہرہ تلوار سا چمکتا تھا؟ بولے "نہیں، ماہ و خورشید کی طرح!" یہی صحابی روایت کرتے ہیں کہ ایک شب کو جب مطلق ابر نہ تھا اور چاند نکلا ہوا تھا۔ میں کبھی آپؐ کو دیکھتا تھا کبھی چاند کو دیکھتا تھا تو آپؐ مجھے چاند سے زیادہ خوبرُو معلوم ہوتے تھے۔ حضرت براء صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں "میں نے کسی جوڑے والے کو سرخ دھاری دار لباس میں آپؐ سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا"۔

آپؐ کے پسینہ میں ایک قسم کی خوشبو تھی۔ چہرے مبارک پر پسینے کے قطرے موتی کی طرح ڈھلکتے تھے۔ جسم مبارک کی جلد نہایت نرم تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپؐ کا رنگ نہایت کھلتا ہوا تھا۔ آپؐ کا پسینہ موتی معلوم ہوتا تھا۔ میں نے دیبا اور حریر بھی آپؐ کی جلد سے زیادہ نرم نہیں محسوس کیا۔ مشک و عنبر میں بھی آپؐ کے بدن سے زیادہ خوشبو نہ تھی۔ شانوں کے بیچ میں کبوتر کے انڈے کے برابر خاتمِ نبوت (مہرِ نبوت) تھی۔ سر کے بال اکثر شانے تک لٹکتے رہتے تھے۔ فتح مکہ کے موقع پر لوگوں نے دیکھا کہ شانوں پر چار گیسو پڑے تھے۔ آپؐ بالوں میں اکثر تیل ڈالتے تھے اور ایک دن بیچ کنگھی کرتے تھے۔ ریش مبارک میں گنتی کے چند بال سفید ہونے پائے تھے۔

دانائے سُبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ (اقبالؒ)

ترجمہ: مدیر مسئول

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے چند فضائل

○ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت عورتوں پر مثل فضیلت ثرید کے ہے طعام پر۔ (روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم اور ترمذی اور ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ اور ابن جریر نے)

○ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر جب بھی کسی حدیث کا سمجھنا دشوار ہوا تو ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کی بابت سوال کیا تو ہم نے اس کا علم اس کے پاس پایا۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن غریب ہے)

○ ام ہانی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بہن سے مرفوعاً روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے عائشہ! تیرا لنگن علم اور قرآن ہے۔ (روایت کیا اس کو ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی مسند میں)۔

○ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا! اس بات سے کہ میں نے تجھے جنت میں اپنی بیوی دیکھا، موت مجھ پر آسان ہوگئی۔ ایک روایت میں یوں آیا کہ مجھ پر موت آسان ہوگئی اس لئے کہ میں نے تجھ کو جنت میں اپنی بیوی دیکھا۔ (روایت کیا اس کو امام ابو حنیفہ نے اپنی مسند میں)۔

○ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا! یہ جبریل ہے۔ تجھ پر سلام پڑھتا ہے۔ میں نے جبریل کو سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا: وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"۔

⊙ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ ۔ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! خواب میں متواتر تین راتیں تو مجھ کو کپڑے کے ایک ٹکڑے پر دکھائی گئی کہ فرشتہ تجھ کو کپڑے کے ایک ٹکڑے پر لاتا رہا اور کہتا رہا "یہ آپ کی بیوی ہے"۔ پھر جب میں نے تیرے چہرے سے نقاب کو اٹھایا تو میں نے دیکھا کہ وہ بالکل تو ہی ہے۔ میں نے کہا اگر ایسا ہی ہے تو وہ پورا ہو کر رہے گا۔

⊙ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگ ہدایا بھیجنے میں میرے دن کا انتظار کرتے تھے اس لیے کہ وہ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا حاصل کرنا چاہتے تھے۔

⊙ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں کی دو جماعتیں تھیں۔ ایک جماعت وہ تھی جس میں میں اور حفصہ اور صفیہ اور سودہ تھیں اور دوسری جماعت میں باقی بیبیاں تھیں۔ جس جماعت میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا تھیں اس جماعت کی بیبیوں نے ام سلمہ کو کہا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرے کہ آپؐ لوگوں کو فرما دیں کہ آپ جس بی بی کے گھر میں تشریف فرما ہوں وہ وہیں اپنے نذرانے اور ہدایا پیش کیا کریں۔ آپ نے سُن کر فرمایا اے ام سلمہ! مجھ کو عائشہ کے بارے میں تکلیف نہ دو اس لیے کہ میرے سوائے عائشہ کے وحی اس حال میں نہیں آئی کہ میں کسی عورت کے ساتھ لیٹا ہوں۔ ام سلمہ نے کہا کہ یا رسول اللہ میں اس سے توبہ کرتی ہوں۔ پھر ان عورتوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا کہ وہ ان کے لئے معافی تلاش کریں۔ آپؐ نے فرمایا بیٹی! کیا تو اس چیز کو پسند نہیں کرتی جس کو میں پسند کرتا ہوں۔ حضرت فاطمہ نے کہا کیوں نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس تو اس سے یعنی عائشہ سے محبت کر اس لیے کہ اس کو مجھ سے محبت ہے۔ اس کو بخاری اور مسلم اور نسائی نے روایت کیا۔

یہ گمان نہیں کرنا چاہیے کہ جو حدیثیں خود حضرت عائشہؓ سے روایت کی گئی ہیں ان سے ان کی فضیلت کیسے ثابت ہو سکتی ہے اس لیے کہ جو حدیث سب سے پہلے نقل کی گئی ہے اس سے ان سب حدیثوں کی جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہیں، توثیق اور تصدیق اور اصلاح ثابت ہوتی ہے۔

ترجمہ از کتاب ناہیہ عن طعن المعاویہ

سُورۂ حج کی ایک آیت کی تفسیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولنا الکریم

وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطان فی امنیتہ۔ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان الی اٰخرہ

"ہم نے نہیں بھیجا کوئی رسول یا نبی مگر اس کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا کہ جب اس نے اللہ کی کتاب کی قرأت کی تو شیطان نے اس کی قرأت کے وقفہ میں اپنی بات ڈال دی۔ پھر اللہ دور کرتا ہے شیطان کی بات کو"

اس آیت کی تفسیر اور ترجمہ مزلۃ الاقدام سے ہے اس لیے کہ اس کے شانِ نزول میں ایک قصہ بیان کیا جاتا ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات کی طرف ان امور کی وضاحت اور نسبت لازم آتی ہے جس سے آپؐ کی شان بہت بلند اور اونچی ہے

اس قصہ کی صحت کی بنا پر مفسرین کو جوابات دینے پڑتے ہیں اور آیت مذکورہ کے ترجمہ میں تاویل کرنی اور تکلفات اختیار کرنے پڑتے ہیں۔ اوپر جو ترجمہ کیا ہے وہ بے غبار اور بالکل روشن ہے۔ اس سے کوئی اعتراض یا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ ہمارے محققین علماء نے متقدمین و متاخرین نے اسی کی تصحیح کی ہے جس کی واضح تفسیر یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورہ النجم نازل ہوئی تو آپؐ نے اس کو ٹھہر ٹھہر کر وقفوں کے ساتھ پڑھا تاکہ سمجھنے والا سمجھ لے اور یاد کرنے والا یاد کر لے۔ جب آپؐ اس آیت پر پہنچے

اَفَرَاَیْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰی
وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰی

تو آپؐ نے وقف فرمایا۔ اس وقف میں شیطان نے آپؐ کی آواز کے متصل اپنی آواز سے یہ بات زیادہ کر دی

"تلک الغرانیق العلی وان شفاعتہن لترتجی۔"

جب یہ بات مشرکین کے کانوں میں پہنچی تو وہ بہت خوش ہوئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے بتوں کی تعریف کی ہے۔ جب سورۃ کے اخیر میں آپؐ نے سجدہ کیا تو مشرکین نے بھی سجدہ کیا سوائے دو تین آدمیوں کے کہ وہ بہت بوڑھے تھے اور سجدہ نہیں کر سکتے تھے۔ انھوں نے مٹی اٹھائی اور اس پر اپنی پیشانی کو رکھا۔ حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور انھوں نے یہ سارا واقعہ آپ کے سامنے بیان کیا

کہ مشرکین کہتے ہیں کہ آپ نے بتوں کی تعریف کی ہے اور اس پر وہ بہت خوش ہو رہے ہیں۔ آپ اس سے بہت مغموم ہوئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرما کر آپ کی تسکین کی کہ ایسا واقعہ نہ صرف آپ کو پیش آیا بلکہ ہر نبی اور رسول کو پیش آیا ہے۔ اس تفسیر پر کوئی اعتراض پیدا نہیں ہوتا۔

اس کے علاوہ دیگر تفاسیر جو مفسرین نے نقل کی ہیں اور پھر اس سے جو اعتراض پیدا ہوتا ہے اور اس کا جواب دینے کی زحمت کی ہے ہم وہ بھی ذیل میں درج کرتے ہیں

تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ تمنی کے معنی آرزو کے ہیں کہ جب بھی کسی نبی یا رسول نے اپنی قوم کی ہدایت کی تمنا کی تو شیطان نے اس کی آرزو میں اپنے پاس سے کوئی بات ڈال دی۔ اس ترجمہ کی بنا پر شان نزول یہ بیان کیا ہے کہ تمنی کے معنی آرزو کے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمنا تھی کہ آپ کی قوم ایمان لائے اور ان کا عناد اور ضد ٹوٹ جائے اور قرآن میں کوئی ایسی آیت نازل ہو جس کو وہ ٹھنڈے دل سے تسلیم کریں اور ایمان لانے کے قریب ہو جائیں۔

ایک دن کا واقعہ ہے کہ آپ اپنی قوم میں تشریف فرما تھے کہ آپ پر سورۃ والنجم نازل ہوئی۔ آپ نے ان کے سامنے اس کو پڑھا یہاں تک کہ جب اس آیت پر پہنچے

أَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ۔

تو شیطان نے آپ کی تمنا کے مطابق آپ کی زبان پر بتوں کی تعریف میں یہ دو کلمے جاری کر دیے:

تلک الغرانیق العلیٰ وان شفاعتهن لترتجیٰ۔

(وہ بہت بلند و برتر ہیں اور ان کی شفاعت کی امید ہے)

جب قریش نے آپ کی زبان سے یہ سنا تو ان کی خوشی کی انتہا نہ رہی یعنی بے حد خوش ہوئے۔ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ساری سورت تلاوت کی تو آپ نے اخیر میں سجدہ کیا۔ مسلمانوں نے بھی آپ کے ساتھ سجدہ کیا اور مشرکین نے بھی سجدہ کیا سوائے ولید ابن مغیرہ اور سعید ابن العاص کے اس لیے کہ یہ بہت بوڑھے تھے سجدہ نہیں کر سکتے تھے۔ انھوں نے اس طرح سجدہ کیا کہ زمین سے مٹھی بھر مٹی اٹھائی اور اس پر اپنی پیشانی کو رکھا۔ اس کے بعد قریش متفرق ہوتے اپنے اپنے گھروں کو گئے اس حال میں کہ وہ بہت خوش تھے اور کہتے تھے کہ محمد نے ہمارے بتوں کی بہت تعریف کی ہے۔ اب ہم کو معلوم ہوا کہ اللہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور رزق دیتا ہے لیکن ہمارے یہ معبود ہمارے لیے اللہ کے نزدیک سفارشی ہوں گے۔ اگر محمد نے ہمارے بتوں کو حصہ دیا تو ہم آئندہ ان کے ساتھ ہونگے کوئی لڑائی جھگڑا نہیں کریں گے۔ جب شام ہوئی تو جبریل علیہ السلام آئے اور کہا کہ اے محمد! یہ آپ نے کیا کیا کہ آپ نے اس چیز کو زبان سے پڑھ لیا جس کی آپ کی طرف وحی نہیں کی گئی۔

اس بات کو جاننے کے بعد حضور علیہ السلام سخت غمناک ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے بہت ڈرے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل کی تسکین کے لیے مذکورہ آیت نازل فرمائی کہ اے محبوب! غم نہ کریں اور خوف نہ کھائیں۔ ایسا واقعہ ہر رسول اور ہر نبی کو پیش آیا ہے۔

جو مسلمان حبشہ میں تھے جب یہ خبر ان کو پہنچی کہ قریش مکہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ سجدہ کیا ہے یا وہ مسلمان ہو گئے ہیں تو ان کے اکثر اپنے خاندانوں کی طرف مکہ کی طرف لوٹے۔ جب وہ مکہ کے قریب پہنچے تو ان کو خبر ہوئی کہ جو انھوں نے اہل مکہ کے مسلمان ہونے کے متعلق جو سنا تھا وہ غلط اور جھوٹ ہے۔ پھر وہ مکہ میں داخل نہ ہوئے مگر چھپ کر یا کسی کی پناہ لے کر۔ جب آیۂ مذکورہ نازل ہوئی تو قریش نے کہا، محمد نے ہماری بتوں کی جو تعریف کی تھی اب اس پر نادم اور پشیمان ہو رہا ہے۔

ترجمہ آیت کا یہ ہے کہ شیطان رسول کی قرأت میں کوئی بات گمراہ کن اپنے پاس سے ڈال دے تو اللہ اس کو اصل آیات سے باہر نکال پھینکتا ہے اور جو اصل آیات ہیں ان کو محکم اور پکا کرتا ہے اور اللہ سننے والا حکمت والا ہے۔

بعض مفسرین نے تمنّٰی اور امنیتہ کو قرأت کے معنی میں نہیں لیا۔ انہوں نے اس کو مراد چاہنے یعنی تمنا اور آرزو کے معنی میں لیا ہے اور پھر اس کی تفسیر یوں کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قریش مکہ کے ایمان کے حریص تھے۔ خواہش کرتے تھے کہ ان پر کوئی ایسی آیت نازل ہو جس سے وہ راضی ہوں اور حسد اور اسلام دشمنی سے باز آئیں۔ شیطان نے، جب سورۃ والنجم تلاوت کر رہے تھے آپ کی زبان پر بتوں کی تعریف کے وہی دو کلمے جو مذکور ہوئے ڈال دیئے۔ تو جب مشرکین نے سنا تو وہ بہت خوش ہوئے۔ آگے سارا واقعہ وہی ہے جو مذکور ہوا۔ فرق اتنا ہے کہ پہلی تفسیر میں دو کلمے بتوں کی تعریف میں شیطان نے کہے تھے لیکن آپ کی تلاوت کے ضمن میں کہے اس لیے سمجھا یہ گیا کہ آپ نے وہ کہے ہیں۔

دوسری تفسیر سے یہ معلوم ہوا کہ وہ کلمے آپ نے اپنی زبان سے کہے اگرچہ آپ کو اس کا علم نہ ہوا۔ چونکہ اس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں نقص لازم آتا ہے۔ کیونکہ آپ گناہ سے غلطی سے عمداً اور سہواً معصوم ہیں اس لیے اس دوسری تفسیر کو محققین نے رد کیا اور بعض نے اس کی تاویل کر کے اس قصہ کو تسلیم کر لیا ہے۔

واللہ اعلم بالصواب۔

سچے دوست کی پہچان

سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے مخلص اور غیر مخلص دوست کی پہچان بتائی ہے۔ فرماتے ہیں :-

دوست مشمارش آنکہ در نعمت زند
لاف یاری و برادر خواندگی !
یار آں باشد کہ گیرد دستِ دوست
در پریشاں حالی و درماندگی

"جو شخص نعمت، خوشحالی اور آسودگی میں کہتا ہے کہ میں تیرا دوست ہوں تیرا بھائی ہوں اسکو دوست نہ گن۔ اس لیے کہ سچا دوست وہ ہے جو پریشانی اور درماندگی میں دستگیری کرے اور ساتھ دے"۔

تحریر
مولنا محمد اشرف عثمانی
خطیب نارووال

اللہ
بسم الرحمٰن الرحیم

مرتبہ
م۔ن اختر ایم اے
نارووال

بسم اللہ کی شان

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت رحم کرنے والا مہربان ہے۔

بسم اللہ کے متعلق چند باتیں غور کی ہیں۔ بسم اللہ میں نکات فضائل اور فوائد کیا ہیں:

پہلا نکتہ: کفار عرب اپنے ہر کام کو بتوں کے نام سے شروع کرتے تھے کہ بسم اللات والعزیٰ۔ لہٰذا ضروری ہوا کہ مومن مسلمان اپنے ہر کام کو اللہ کے نام سے شروع کرے تاکہ کفار کی مخالفت ظاہر ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کا ہر عمل کفار کے مخالف ہونا چاہیے۔ ان سے محبت اور مشابہت بہت بری چیز ہے۔

دوسرا نکتہ: جس کام کی ابتدا اچھی، اس کی انتہا بھی اچھی ہوتی ہے۔ بچے کے پیدا ہوتے ہی اس کے کان میں اذان کہی جاتی ہے تاکہ اس کی ابتدا اللہ کے نام سے ہو اور اس کی تمام زندگی بخیریت گزرے۔ دکان دار پہلی بکری ادھار نہیں کرتا بلکہ نقد پیسے مانگتا ہے تاکہ سارا دن تجارت کے لیے اچھا گزرے۔ اسی لیے مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ اپنے ہر کام کی ابتدا اللہ کے نام سے کرے تاکہ بخیر و خوبی انجام کو پہنچے۔

تیسرا نکتہ: سرکاری مال پر کوئی سرکاری علامت لگا دی جاتی ہے تاکہ چور اس کو لیتے ہوئے خوف کرے اور چرا نہ سکے۔ کیونکہ سرکاری مال کی چوری ایک قسم کی بغاوت ہے۔ اسی طرح مسلمان کو چاہیے کہ اپنے ہر کام کے اول بسم اللہ پڑھے تاکہ یہ بسم اللہ رب العٰلمین کی نشانی بن جائے۔ اور شیطان چور اس میں دخل اندازی نہ کرے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس کام کے اول بسم اللہ نہ پڑھی جائے اس میں شیطان شریک ہو جاتا ہے اور بسم اللہ کے پڑھ لینے سے وہ کام شیطان رجیم سے محفوظ رہتا ہے۔ آدمی جس کا ذکر زیادہ کرتا ہے اس کو اسی کے ساتھ تذکرہ کیا جاتا

ہے۔ انسان بسم اللہ زیادہ پڑھے تو انشاءاللہ دونوں جہان میں رحمتِ الٰہی اس کے ساتھ رہے گی۔

تفسیر کبیر شریف میں بسم اللہ کے تحت ایک روایت بیان فرمائی ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنی انگوٹھی عطا فرمائی اور فرمایا کہ اس پر کسی نقاش سے لا الٰہ الا اللہ لکھواؤ۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نقاش کے پاس گئے اور فرمایا کہ اس انگوٹھی پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ نقش کر دو۔ نقاش نے ایسا ہی کر دیا۔ جب وہ انگوٹھی بارگاہِ رسالت مآب میں پیش کی گئی تو اس پر لکھا تھا "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابو بکرؓ! یہ زیادتی کیسی؟ عرض کیا یارسول اللہ! آپ کے نام کو میں نے بڑھایا تھا۔ میں نے نہ چاہا کہ آپؐ کے اور رب کے نام میں جدائی ہو جائے۔ یعنی رب کا ذکر ہو اور آپؐ کا ذکر نہ ہو۔ لیکن اپنا نام میں نے نہیں بڑھایا۔ یہ عرض و معروض ہو ہی رہی تھی کہ جبریل امین حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! صدیق اکبر کا نام میں نے لکھا ہے کیونکہ صدیق اکبرؓ راضی نہ ہوئے کہ آپؐ کا نام خدا کے نام سے علیحدہ ہو۔ خدا تعالیٰ اس سے راضی نہ ہوا کہ صدیق اکبر کا نام رسول اللہ کے نام سے علیحدہ ہو۔

تو اے برادرانِ اسلام! خدا پاک توفیق عطا فرمائے کہ ہم صدیق اکبرؓ کا ذکر حبیبِ کبریا کے ذکر کے ساتھ کیا کریں۔

پانچواں نکتہ: دنیا کے سارے کام حقیقت میں انسان کے لیے زہرِ قاتل ہیں کیونکہ رب تعالیٰ سے غافل کرنے والے ہیں اور اس کا تریاق رب کا نام ہے۔ تو انسان رب کے نام سے سارے کام شروع کرے گا تو انشاءاللہ کام میں غفلت پیدا نہ ہوگی۔

چھٹا نکتہ: انسان کو چاہیے کہ ہر وقت اپنی عاجزی، کمزوری، نیازمندی، رب تعالیٰ کی قدرت اور رحمت اور بے نیازی پر نگاہ رکھے تاکہ بڑے سے بڑا کام کرنے کے بعد بھی اس کے دل میں یہ غرور پیدا نہ ہو کہ میں نے اتنا بڑا کام کر لیا ہے۔ بلکہ یہ خیال رہے کہ جو کچھ کیا رب نے کیا۔ اس کا فضل تھا کہ مجھ سے کرا لیا۔ یہ بات جب ہی حاصل ہو گی جب ہر وقت مولا کی طرف دھیان رہے۔ لہٰذا جب ہر کام کے شروع ہی میں بسم اللہ پڑھ لے گا، انشاءاللہ کبھی اس میں میں نہ پیدا ہوگی۔ تو تو میں ہی فنا رہے گا۔

تفسیر کبیر کے شروع بسم اللہ کے ماتحت ہے کہ حق تعالیٰ کے تین ہزار نام ہیں جن میں سے ایک ہزار کو ملائکہ جانتے ہیں۔ ایک ہزار صرف انبیاء کرام۔ تین سو نام تورات میں۔ تین سو انجیل میں، تین سو زبور میں اور ننانوے نام قرآن پاک میں ہیں۔ ایک نام وہ ہے جس کو صرف خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ لیکن بسم اللہ میں جو حق تعالیٰ کے تین نام آئے ہیں، ان میں تین ہزار کے معنی پائے جاتے ہیں جس نے ان تین ناموں سے حق تعالیٰ کو یاد کیا گویا اس نے تمام ناموں سے یاد کیا۔

ان تین ناموں میں لفظ اللہ حق تعالیٰ کا ذاتی نام ہے اور باقی اسماءِ صفاتی۔ ذاتی نام اُسے کہتے ہیں جو صرف ذات کو بتائے اور صفاتی نام وہ کہلاتے ہیں جو

کہ ذات کے ساتھ صفات کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں۔ جیسے ایک آدمی کا نام عبداللہ خاں ہے لیکن وہ مولوی بھی ہے۔ اسی واسطے عالم کہتے ہیں۔ اگر قرآن پاک حفظ کیا ہے تو حافظ بھی کہیں گے۔ قرأت بھی سیکھی ہے تو قاری بھی کہیں گے۔ زمین کا مالک ہے اس کو زمیندار بھی کہیں گے۔ تو عبداللہ خاں اس کا ذاتی نام ہے کیونکہ اس نے فقط اس کی ذات کو بتایا علم قرآن حفظ کی طرف اشارہ نہ کیا اور دوسرے نام اس کے صفاتی نام ہیں۔ اسی طرح فقط اللہ اس کی ذات کو بتاتا ہے اور باقی علیم، قدیر، رحمٰن رحیم وغیرہ اس کی صفت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

اسمِ ذات کی پہچان ایک تو یہ ہے کہ وہ نام نام والے کے ساتھ ہو۔ دوسرے اس میں شریک نہ ہو۔ دیکھو جو علم سیکھ لے اسے عالم، جو قرآن پاک حفظ کرلے اسے حافظ کہا جائے گا۔ لیکن اس علم اور حفظ کی وجہ سے کسی کو عبداللہ خاں نہ کہا جائے گا۔ اس لیئے قرآن پاک میں حق تعالیٰ کے بعض صفاتی نام رؤف رحیم وغیرہ غیراللہ کے لیے استعمال فرمائے گیے ہیں لیکن اللہ کسی کو نہیں کہا گیا۔ دوسرے یہ اسم ذات بھی کسی اسم کی صفت بن کر نہیں آتا۔ بلکہ صفتوں کا موصوف بن کر آتا ہے۔ یہ کہہ سکتے ہیں کہ عبداللہ خاں عالم فاضل حافظ قاری ہے، یہ نہیں کہہ سکتے کہ حاجی صاحب عبداللہ خاں ہے۔ اسی طرح قرآن پاک میں ہر جگہ لفظ اللہ موصوف بن کر آیا ہے مگر کسی اسم کا صفت نہیں بنا۔

صاحبِ تفسیر کبیر نے لکھا ہے کہ مقروض قرض خواہ کو دیکھ کر بھاگتا ہے مگر پروردگار ایسا ہے کہ اس سے مقروض بندے اس کی طرف بھاگتے ہیں۔ بلکہ وہ خود فرماتا ہے کہ فَفِرُّوا اِلَى اللّٰهِ۔ بھاگ کر آؤ اللہ کی طرف۔ بادشاہ مالدار فقراء سے اپنے دروازے بند کرتے ہیں تاکہ فقیر ہمارے پاس نہ آئیں۔ لیکن رب تعالیٰ وہ سخی ہے جس کا دروازہ ہر وقت ہر ایک کے لیے کھلا ہے۔ اور تو بھگاتے ہیں لیکن وہ وہ اپنے دروازے کی طرف بلاتا ہے۔ اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ "اے بندو! مجھ سے مانگو، تمھاری بات مانوں گا"۔

حکایت

دو بھائی تھے۔ ایک متقی پرہیزگار، دوسرا فاسق بدکار۔ جب فاسق مرنے لگا۔ تو متقی بھائی نے کہا کہ دیکھا تجھے میں نے بہت سمجھایا مگر تو اپنے فسق و فجور سے باز نہ آیا۔ اب بول تیرا کیا حال ہوگا۔ اس نے جواب دیا کہ اگر قیامت کے روز میرا رب میرا فیصلہ میری ماں کے سپرد کردے تو بتاؤ کہ میری ماں مجھے کیا کہے گی کہاں بھیجے گی۔ دوزخ میں یا جنت میں؟ پرہیزگار بھائی نے کہا۔ ماں تو واقعی جنت میں بھیجے گی۔ گنہگار نے جواب دیا کہ میرا رب میری ماں سے زیادہ مہربان ہے۔ یہ کہا اور اس کا انتقال ہوگیا۔ بڑے بھائی نے اس کو خواب میں دیکھا، نہایت خوشحال ہیں۔ مغفرت کی وجہ پوچھی تو کہا کہ میری اس مرتے وقت کی بات نے میرے تمام گناہ بخشوا دیئے۔ ؎

ہم گنہگاروں پہ تیری مہربانی چاہیے۔
سب گناہ دُھل جائیں گے رحمت کا پانی چاہیے

اسی وجہ سے اسکو اللہ کہتے ہیں لیکن حق یہ ہے کہ لفظ اللہ کسی لفظ سے مشتق نہیں ہے۔ اس کی ذات کسی سے نہیں بنی۔ ایسے ہی اس کا نام کسی لفظ سے نہیں بنا سبحان اللہ باقی آئندہ

تحریر — محمد الیاس اعظمی

تشکیلِ پاکستان میں علمائے ومشائخ کا کردار

تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ دنیا میں کوئی تحریک اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی، اس کا تعلق خواہ سیاست سے ہو یا مذہب سے وہ سماجی ہو یا کوئی دوسری تحریک جب تک اس میں زندگی کے کسی بھی شعبہ سے تعلق رکھنے والے افراد نے اپنا کردار ادا نہ کیا ہو، طلبہ ہوں یا وکلاء، علماء ہوں یا مشائخ، مزدور ہوں یا کسان۔ جب تک اس تحریک میں دلچسپی نہ لیں گے، کامیابی نہ ہوگی۔

اسی طرح تحریک پاکستان میں جہاں وکلاء، طلباء، مزدوروں اور کسانوں نے اپنا بھر پور کردار ادا کیا ہے وہاں علماء و مشائخ کا کردار بھی تحریک و تشکیلِ ملک میں اُن سے کسی طرح کم نہیں۔

آج کل پاکستان میں ایک خاص نظریات رکھنے والا گروہ جس کا تعلق دیوبند مکتبِ فکر سے ہے جس کے اکابرین میں مولینا حسین احمد مدنی، ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔ پاکستان کے دوقومی نظریے کے بارے میں ان کے جو خیالات تھے اس کا اندازہ ان کے اس ارشاد سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ جو انھوں نے ۱۹۳۸ء میں دہلی میں ایک جلسۂ عام میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا:

"موجودہ دور میں قومیں اوطان سے بنتی ہیں۔ نسل یا مذہب سے نہیں"

پھر انھوں نے اپنے اس دعوے کی تصدیق و تائید کے لیئے مثال بھی پیش کی اور کہا:

"دیکھو، انگلستان کے بسنے والے سب ایک قوم شمار کیئے جاتے ہیں حالانکہ ان میں یہودی بھی ہیں اور نصرانی بھی، پرائسٹنٹ بھی ہیں کیتھولک بھی۔ یہی حال امریکہ اور جاپان کا ہے۔"

(متحدہ قومیت اور اسلام از حسین احمد مدنی)

حسین احمد مدنی کے اس نظریے کا جب شاعرِ مشرق کلیم الامت علامہ اقبالؒ کو علم ہوا جو کہ اس وقت بسترِ علالت پر تھے وہیں سے اس باطل نظریے کے خلاف آواز اٹھاتے ہیں اور ان الفاظ میں اس کی تردید کرتے ہیں:

عجم ہنوز نداند رموزِ دیں ورنہ
ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی ست
سرود برسرِ منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقامِ محمد عربی ست

(ارمغان حجاز)

مصطفٰی برساں خویش را کہ دیں ہمہ است
گر باو نرسیدی تمام بولہبی ست

علامہ اقبالؒ نے اپنے ان خیالات کا اظہار کر کے دیو بند حسین احمد کے اس نظریے کو کہ قومیں اوطان سے بنتی ہیں، پاش پاش کر دیا ہے۔

آج اسی کے پیروکار عوام کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اس طرح وہ علماء و مشائخ اور دیگر دانشوران اہلسنت جن کا تحریک و تشکیل پاکستان میں کردار سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہے۔ مثلاً مولٰنا سید ابوالحسنات قادری۔ امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، مولٰنا امجد علی اعظمی، مولٰنا شاہ عبدالعلیم صدیقی، مولٰنا سید نعیم الدین مراد آبادی، مولانا حسرت موہانی، (ہر کہ سہ خلفائے فاضل بریلویؒ) مولانا عبدالحامد بدایونی، علامہ عبدالغفور ہزاروی، شیخ الاسلام خواجہ قمرالدین سیالوی، میاں محمد شفیع (م ش) مجاہد ملت مولٰنا عبدالستار خاں نیازی، قائد اہلسنت مولانا الشاہ احمد نورانی (رحمہم اللہ تعالٰی علیہم) اور انھی کی طرح دیگر اکابرین اہلسنت ایسے لوگ ہیں جن کے کردار کو تاریخ پاکستان سے مسخ کرنے کی ایک عرصہ سے کوشش کی جا رہی ہے۔

ابھی سطور بالا میں ذکر کئے گئے اکابرین میں سے سب کا ایک سے بڑھ کر کردار ہے لیکن ان میں سے بھی امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہؒ محدث علی پوری اور مجاہد ملت مولٰنا علامہ عبدالستار خاں نیازی کا کردار توایخ میں سنہری اور جلی حروف میں لکھے جانے کے قابل ہے۔

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اگر علماء مشائخ تحریک پاکستان میں اپنا بھرپور کردار ادا نہ کرتے تو شاید پاکستان ابھی معرض وجود میں نہ آتا۔ یا اس کا نقشہ ہی کچھ اور ہوتا۔ ۱۹۳۹ء میں جب مسلم لیگ کو کانگریس کے سیاسی مقابلہ میں فتح حاصل ہوئی جس کے نتیجہ میں کانگریسی وزارت مستعفی ہو گئی تو حضرت قائداعظمؒ نے ۲۳ ستمبر ۱۹۳۹ء کو "یوم نجات" قرار دے کر اسلامیان ہند سے بعد نماز جمعہ بارگاہ خداوندی میں نوافل شکرانہ ادا کرنے کی اپیل کی تو قائد کے اس فرمان پر حضرت پیر جماعت علی شاہؒ صاحب نے علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ میں یوم نجات بڑی دھوم دھام سے منایا اور نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد دوگانہ شکرانہ ادا فرمایا اور بعد میں حاضرین سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ:

"دو جھنڈے ہیں، ایک اسلام کا اور ایک کفر کا۔ مسلمانو! تم کس کے نیچے کھڑے ہو گے؟"

حاضرین نے باآواز بلند جواب دیا: "اسلام کے"۔
پھر آپ نے فرمایا:

"جو کفر کے جھنڈے تلے کھڑا ہوا، تم اس کی نماز جنازہ پڑھو گے؟"

حاضرین نے بالاتفاق کہا "نہیں"۔

پھر آپ نے پوچھا: کیا تم اس کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرو گے؟"

حاضرین نے اس پر انکار کیا اور کہا ہرگز نہیں۔
اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اس وقت اسلامی جھنڈا

مسلم لیگ کا ہے۔ ہم بھی مسلم لیگ کے ساتھ ہیں اور سب مسلمانوں کو مسلم لیگ میں شامل ہونا چاہیے۔"

اس کے بعد جب قائد اعظمؒ ۱۹۴۰ء میں علیحدہ قومیت کی بنیاد پر جداگانہ حکومت کا مطالبہ منوانے میں کامیاب ہو گئے تو حضرت محدث علی پوریؒ نے ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو حضرت قائد اعظمؒ کے نام ایک تہنیتی تار ارسال کیا اور اس میں لکھا کہ :

"فقیر مع نو کروڑ جمیع اہل اسلام ہند دل و جان سے آپ کے ساتھ ہے اور آپ کی کامیابی پر آپ کو مبارک باد دیتا ہے اور آپ کی ترقی اور مدارج کے لیئے دعا کرتا ہے"۔

آپ کے اس تار کے جواب میں قائد اعظمؒ نے آپ کو خط لکھا اور کہا کہ "آپ جیسے اگر بزرگ میرے ساتھ ہیں تو میں انشاء اللہ کامیاب ہوں اور کوئی بڑی سے بڑی رکاوٹ بھی مجھے میرے اس کام سے باز نہیں رکھ سکتی"۔

حضرت محدث علی پوریؒ نے باوجود پیرانہ سالی اور کمزوری طبع کے ملک کے گوشہ گوشہ اور قریہ قریہ کا طوفانی دورہ کیا اور لوگوں کو قائد اعظم کی قیادت میں مسلم لیگ کی حمایت کر کے قیام پاکستان کے لئے مجتمع کیا۔

۱۹۴۶ء میں جب بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس ہوئی جس میں کم و بیش پانچ ہزار علماء و مشائخ اور ڈیڑھ لاکھ کے قریب سامعین نے شرکت کی تھی۔ اس کانفرنس کے ناظم اعلیٰ صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی خلیفہ مولینا احمد رضا خاںؒ فاضل بریلوی نے عوام سے ایک قرارداد کی منظوری لی تھی جس کے الفاظ درج ذیل تھے :

"آج کا یہ اجتماع اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ علماء و مشائخ اہل سنت پاکستان حاصل کر کے رہیں گے۔ خواہ قائد اعظم اور مسلم لیگ اپنے اس عزم سے دست بردار ہو جائے۔ لیکن علماء و مشائخ دست بردار نہیں ہوں گے"۔

اس کے بعد ایک موقع پر حضرت مولینا سید ابوالحسنات قادری لاہوری کو ایک خط لکھتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں :

"پاکستان کی تجویز سے جمہوریت اسلامیہ (آل انڈیا سنی کانفرنس کا نیا نام) کو کسی طرح دست بردار ہونا منظور نہیں۔ خود جناح صاحب اس کے حامی رہیں یا نہ رہیں"۔

۱۹۳۷ء میں اسلامیہ کالج لاہور کے چند مسلم نوجوانوں نے مل کر "مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن" کے نام سے ایک تنظیم کی بنیاد رکھی۔ اس کے پہلے صدر حمید نظامی مرحوم بانی نوائے وقت لاہور، دوسرے میاں محمد شفیع م۔ش اور تیسرے مولینا عبدالستار خاں نیازی مدظلہ اس کے صدر منتخب ہوئے۔

فیڈریشن کے صدر منتخب ہونے پر مولینا نیازی نے ملک بھر کے گوشہ گوشہ کا طوفانی دورہ کیا اور دینی نکتہ نگاہ سے نیشنلسٹ مسلمانوں جمعیۃ علماء ہند موجودہ (جمعیۃ علماء اسلام) مجلس احرار اور مطالبہ پاکستان کی مذہبی بنیادوں پر مخالفت کرنے والے گروہوں، جماعت

سیّدنا و مولٰینا

محمّد بن اسماعیل

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدیرِ مسئول

محمد بن اسمٰعیل امام بخاری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ جمعہ کی نماز کے بعد ۱۳ شوال المکرم ۱۹۴ ہجری میں بخاری میں پیدا ہوئے اور عشاء کی نماز کے بعد ہفتہ کی رات کو جو عید الفطر کی رات تھی، وفات پائی۔ ایک روایت میں ہے ظہر کی نماز کے بعد خرتنگ میں ۲۵۶ ہجری میں وفات پائی۔ خرتنگ سمرقند کی بستیوں سے ایک بستی کا نام ہے جو سمرقند سے ۶ میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس وقت آپ کی عمر ۱۳ ایام کم ۶۲ برس کی تھی۔ کمال بن ابی شریف نے آپ کی تاریخ ولادت میں کہا کہ امام بخاری صدق میں پیدا ہوئے اور نور میں وفات پائی۔ آپ کی قبر شریف کی مٹی سے خوشبو مہکی وہ کستوری سے زیادہ خوشبودار تھی اور کئی ایام تک باقی رہی۔ یہ خبر تمام شہر والوں کے نزدیک متواتر ہے۔

ابوزید مروزی جو کبار شافعیہ سے تھے اور ان لوگوں سے بزرگ تھے جن سے امام بخاریؒ نے روایت کی اور کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا اے ابازید! تو کب تک شافعی کی کتاب کو پڑھے گا اور میری کتاب نہیں پڑھے گا۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپؐ کی کتاب کون سی ہے؟ آپؐ نے فرمایا جامع محمد بن اسمٰعیل البخاری یعنی صحیح بخاری۔

محمد بن یوسف نے فریدی کو کہا، میں نے جعفر بن محمد ابی حاتم وراق سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے خواب میں محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ کو دیکھا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چل رہے ہیں اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم قدم اٹھاتے ہیں تو وہ اسی جگہ اپنا قدم رکھتے ہیں۔ اور فریدی نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا: تو کہاں کا ارادہ رکھتا ہے؟ میں نے کہا، میں محمد بن اسمٰعیل بخاری کے پاس جا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا اس کو میرا سلام کہنا۔

حکایت کی گئی ہے کہ امام بخاریؒ ایک دن مسجدِ نبوی میں بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے گرد اگرد ہم حصولِ علم کے لیے درس لینے کے لیے بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شاگرد نے آپ کی داڑھی میں ایک کیڑا دیکھا۔ اس نے اس کو نکال کر مسجد میں پھینک دیا۔ حضرت امام بخاؒ

نے کیڑے کو پکڑا اور مسجد سے باہر پھینک دیا اور اپنے شاگرد کو فرمایا: تونے پسند نہ کیا کہ یہ کیڑا میری داڑھی میں ہو حالانکہ میں بندہ اور ابن آدم ہوں۔ میں کیسے پسند کرسکتا ہوں کہ میں اس کو خدا کے گھر میں اور مسجد رسول میں پھینکوں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اپنی کتاب صحیح میں کوئی حدیث نہیں لکھی یہاں تک کہ میں نے اللہ تعالٰے سے استخارہ کیا اور اس کی صحت کا مجھ کو یقین ہوا۔ اور میں نے نہیں لکھی اپنی کتاب صحیح میں کوئی حدیث مگر میں نے اس سے قبل غسل کیا اور روضہ شریف اور منبر شریف کے درمیان دو رکعت نماز پڑھی اور پھر حدیث کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھا اور لیٹ گیا اور لائے میرے پاس تشریف نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مجھ کو یہ حدیث آپ کی طرف سے پہنچی ہے۔ پھر میں نے آپ کی خدمت میں پڑھ کر سنائی۔ آپ نے فرمایا ہاں! حدیث صحیح ہے۔

امام بخاریؒ نے فرمایا: میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس میں مسلمانوں کو برکت دے گا۔ پس ثابت کیا اللہ نے آپ کے ظن اور آپ کی امید کو۔

امام بخاریؒ تحدیث و تصنیف سے فارغ ہو کر کھڑے ہوتے اور رکوع کرتے۔ آپ کی مجلس میں حدیث سننے والوں کا بیس ہزار سے زیادہ اجتماع ہوتا تھا۔

کہا شیخ تاج الدین سبکی نے اپنی طبقات میں کہ امام بخاری امام المسلمین اور قدوۃ المومنین اور شیخ الموحدین تھے اور سید المرسلین کی احادیث میں ان پر اعتماد کیا جاتا ہے۔

ابن کثیر نے کہا: امام بخاریؒ اپنے زمانے میں امام الحدیث اور اپنے وقت میں مقتدائے اہل زمانہ تھے۔ اور اپنے تمام ہم عصروں میں فائق تھے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو جو ابھی بچے تھے ستر ہزار احادیث زبانی یاد تھیں۔ حافظہ کا یہ عالم تھا کہ جب ایک کتاب دیکھتے یا پڑھتے تو وہ ساری کتاب آپ کو حفظ ہو جاتی تھی۔

امام بخاریؒ کا اپنا قول ہے کہ مجھ کو ایک لاکھ احادیث صحیح اور دو لاکھ احادیث غیر صحیح حفظ ہیں۔ آپ رمضان شریف میں ہر روز ایک قرآن مجید ختم کرتے تھے اور تراویح کے بعد بھی ہر تین راتوں میں ایک ختم کرتے تھے اور سحری کے وقت آپ ۱۳ رکعتیں نماز پڑھتے تھے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں بلخ گیا تو لوگوں نے مجھ سے کہا کہ میں ان کو لکھاؤں ہر وہ حدیث جس کو میں نے لکھا ہے۔ پس لکھائی میں نے اُن کو ایک ہزار احادیث ایک ہزار شیخ سے اور اعجب العجائب وہ چیز ہے جس کو خطیب بغدادی نے روایت کیا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بغداد میں تشریف لائے تو وہاں کے اصحاب حدیث کی ایک بڑی جماعت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کا علم حدیث میں امتحان لینے کے لیے انھوں نے ایک سو حدیث اس طرح پیش کی کہ ان کے متون اور اسانید کو انھوں نے بدل ڈالا یعنی ایک حدیث کے متن کو دوسری حدیث کی سند کے ساتھ اور اس کی سند کو اس حدیث کے متن کے ساتھ

باقی صفحہ ۲۸ پر

از: جناب مولوی نجم الدین صاحب اعظمی

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اعمال کی ایک جھلک!

تاریکیاں ہوں، مصائب کی بارش ہو، مظالم کا ہجوم ہو، ستم کی آندھیاں چلیں، رنج و غم کی یورش ہو، حزن و الم کا حملہ ہو، زمانہ دشمن ہو، احباب خلاف ہوں، خویش و اقارب مخالف ہوں، بیوی کی محبت کھینچ رہی ہو، عزیز بچی تڑپ رہی ہو، ماں مجبور کرے، اعزا ر کانٹے بچھائیں، اپنے راستہ روکیں، پرائے آگے نہ بڑھنے دیں اور سماج و سوسائٹی اپنے بندھن میں باندھنا چاہے مگر مردِ مسلماں اپنی راہ نہیں بدلتا۔ اپنا لائحہ عمل نہیں بھولتا، اپنا مقصد نہیں چھوڑتا۔

اپنے نصب العین کے لیے زندہ رہتا ہے اور اس پر عمل پیرا ہونے کے لیے جان کی بازی لگا دیتا ہے اسے تکلیفیں پہنچتی ہیں لیکن وہ الحمدللہ کہتا ہے۔ اسے کڑھی دھوپ میں سلایا جاتا ہے لیکن وہ روحانی سکون محسوس کرتا ہے۔ اس پر کوڑے برسائے جاتے ہیں۔ وہ اسے پھولوں کی بارش سمجھتا ہے۔ اسے دہکتے ہوئے انگاروں پر لٹایا جاتا ہے لیکن وہ اسی میں اپنی منزل کی بلندی سمجھتا ہے۔ اس کے روبرو محبوب کی خوشنودی ہوتی ہے۔ آقا کی فرماں برداری ہوتی ہے جس کی وجہ سے ان تمام تکالیف کو برداشت کرتا [illegible]

اُبھرتا ہے۔ گھٹنے ٹیکنے کے بجائے وہ بڑھتا ہے۔ برباد ہونے کے بجائے وہ آباد ہوتا ہے۔ نیچے گرنے کے بجائے وہ اوپر اٹھتا ہے۔ اس کی رگ رگ میں ایک جوش بھر جاتا ہے۔ اس کا دماغ بجلی کی طرح حرکت کرتا ہے۔ اس کا ہر عضو ایک نئی طاقت محسوس کرتا ہے، اس کی پیشانی کسی کے سامنے نہیں جھکتی۔ مگر خدا کے سامنے اس کی گردن جذبۂ خودداری سے تنی رہتی ہے۔ وہ خم نہیں ہوتی۔ مگر اپنے مولا کے سامنے اس کو چھیڑنا شیر کو چھیڑنا ہے۔ اس کو پریشان کرنا اپنی ہلاکت کو دعوت دینا ہے۔ اس سے ٹکرانا اپنی ہلاکت کو بلانا ہے۔ اس کا مقابلہ معمولی نہیں۔ اس کی قوت کے سامنے رکنا، اس کے عظیم ارادہ کے سامنے آنا انسانی دل و دماغ کا کام نہیں ہے۔ وہ چاہے تو زمین کو پھاڑ دے۔ آسمان کا سینہ چاک کر دے۔ بہتے ہوئے دریا کو روک دے مضبوط اور محکم محلات کو زمین سے ملا دے۔ بڑے بڑے بہادروں کو چند منٹ میں عدم کے گھاٹ اتار دے شیر کا پنجہ اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ سانپ کا زہر اس [illegible]

نہیں ہلا سکتیں۔ نیزوں کی چمک اس کو ڈرا نہیں سکتی۔ تیروں کی بارش اس کا منہ پھیر نہیں سکتی۔ خاک و خون میں تڑپنا اس کی عظیم کامیابی ہے۔ جان ہتھیلی پر رکھنا اس کا نصب العین ہے۔ مردِ مسلم کی آواز باطل کے ہنگاموں میں دب نہیں سکتی اس کا عزم باطل کی تباہی ہے۔ اس کا نعرۂ حق محلات و قصور میں زلزلہ پیدا کر دیتا ہے۔ اس کی نگاہیں حجاب سحر کو باطل کرنے والی ہیں۔ اس کی ادنیٰ جنبش ظلم و جبر کا پردہ چاک کرنے والی ہے۔ آج ہم چند ایسے ہی مادرِ اسلام کے فرزندوں کی زندگی کا ایک گوشہ اجاگر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ مشہور صحابی غزوۂ تبوک میں بعض وجوہ سے شرکت کا شرف حاصل نہ کر سکے۔ دل رو رہا تھا۔ نہ جانے والوں میں صرف یہی نہیں تھے بلکہ مدینۂ طیبہ میں بسنے والوں میں ایک اچھی خاصی جماعت تھی۔ دو صحابی ایسے بھی تھے جو جنگِ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے لوٹے اور مسجد میں دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ غیر حاضر دھیرے دھیرے آنے شروع ہوئے ... نے آ آ کر طرح طرح کے حیلے تراشے۔ باتیں بنائیں جھوٹی قسمیں کھائیں اور طرح طرح سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین دلانے کی کوشش کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے دلوں میں چھپے ہوئے نقائص سے واقف تھے اس لیے ان کی عدمِ شرکت پر مواخذہ نہ کیا گیا۔ لیکن تین صحابی ایسے تھے جن سے سختی سے مواخذہ کیا گیا کیونکہ وہ سچے مسلمان تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خفگی ظاہر کی اور فرمایا۔ ان تین آدمیوں سے کوئی ملاقات نہ کرے۔ ان کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یہ سب حضرات سارے ... سے چھوٹ گئے۔ وہ کعب بن مالک جن سے سب محبت کرتے تھے جن سے گفتگو کرنے سے الجھی پیچیدگیاں حل ہو جایا کرتی تھیں جن سے تخاطب قابلِ فخر شے تھی۔ لیکن جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ترکِ تعلق کی تمام مسلمانوں کو ہدایت فرما دی تو خود کعب رضی اللہ عنہ کی زبان سے اس وقت کی حالت سنیئے فرماتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہم تین اشخاص سے گفتگو کرنے ... منع فرمایا تو تمام لوگ ہم سے بچنے لگے۔ سب کی حالت بدل گئی۔ زمین متغیر ہو گئی جیسے ہم کبھی یہاں تھے ہی نہیں۔"

احباب و اعزا کترانے لگے۔ گھر والوں نے بات کرنی چھوڑ دی۔ ان کے لیے بازاروں میں آنا جانا دشوار ہو گیا۔ دو صحابی تو گھر بیٹھ گئے لیکن حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مضبوط دل و دماغ کے انسان تھے، گھر سے باہر نکلتے۔ گھومتے پھرتے۔ لوگوں سے باتیں کرنے کی کوشش کرتے مگر کوئی بھی ان کی گفتگو پر متوجہ نہ ہوتا۔

ایک دن اپنے چچا زاد بھائی حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے باغ میں گئے اور سلام کیا۔ انھوں نے سلام کا جواب تک دینا گوارا نہ کیا، تو دل پر چوٹ لگی۔ اس وقت حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے ان سے جو گفتگو

کی ۱۰۱ اپنی کے الفاظ میں سُنیے :

"اُبُو قتادہ (رضی اللہ عنہ) میں تم سے پوچھتا ہوں کہ کیا میں خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے محبت نہیں رکھتا ؟ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ خاموش رہے ۔ میں نے پھر پوچھا وہ پھر خاموش رہے ۔ میں نے پھر انھیں خدا کی قسم دی تو انھوں نے کہا "واللہ اعلم"۔ میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور میں لوٹ آیا ۔"

چالیس دن اسی طرح گزرے ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر بیوی سے بھی علیحدہ رہنے کا حکم دے دیا ۔ اب کوئی غمگسار نہ رہا ۔ ہر شخص گویا دشمن بن گیا حتیٰ کہ بیوی بھی اپنی نہ رہی ۔ پچاس دن گزرنے ۔ بالآخر وحیِ الٰہی نے معاملہ صاف کردیا مجھے معافی دے دی گئی تو اب یہ عالم تھا کہ وہی لوگ جو مجھ کو دیکھ کر کترا جاتے تھے اور مجھ سے بات کرنا بھی گوارا نہ کرتے تھے ، سلام کا جواب دینا جن کے لیے مشکل تھا وہی لوگ مغفرت کی خبر سنتے ہی بشارت و مبارک باد دینے کے لیے میری طرف دوڑ پڑے ۔ ہر شخص اسی کوشش میں تھا کہ پہلے میں جاکر خوشخبری دوں حتیٰ کہ بعض گھوڑے پر چڑھ کر دوڑے ۔ پہاڑوں سے بشارت کی آوازیں لوگ پہنچا رہے تھے جو گھوڑوں سے پہلے پہنچ رہی تھیں ۔ اس کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے روانہ ہوا تو راستہ میں لوگ توبہ قبول ہونے پر بشارت دیتے تھے ۔ باقی آئندہ

بقیہ حضرت امام بخاری رح

جوڑ دیا اور ایک حدیث کے متن کو ایک استاذ کی طرف اور دوسری حدیث کے متن کو کسی اور استاذ کی طرف منسوب کر دیا ۔ ان حدیثوں میں سے دس دس حدیثیں اپنے سے دس دس آدمیوں کے سپرد کیں اور کہا کہ باری باری ان حدیثوں کو حضرت امام بخاری کے پیش کریں ۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جب مجلس میں تشریف لاکر بیٹھ گئے اور مجلس میں اصحابِ حدیث کی وہ جماعتیں بھی جو باہر سے مثلاً بغداد اور خراسان وغیرہ سے آئی تھیں حاضر ہوئیں ۔ جب مجلس میں سکون پیدا ہوا تو ان دس آدمیوں سے ایک کھڑا ہوا اور امام بخاریؒ کو مخاطب کر کے اپنی کتاب سے باری باری اس نے دس حدیثیں پیش کیں ۔ آپ نے ہر حدیث کے متعلق اس کے سننے کے بعد فرمایا : میں اس کو نہیں جانتا ۔ اسی طرح دیگر نو آدمیوں نے بھی باری باری اپنی بدلی ہوئی حدیثوں کو یکے بعد دیگرے پیش کیا ۔ امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر حدیث کو اس کے سُننے کے بعد کہتے کہ میں اس کو نہیں جانتا ۔ جب وہ اس کام سے فارغ ہوگئے تو آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور بالترتیب دس آدمی اپنے ان حدیثوں کی تصحیح فرمائی یعنی ہر حدیث کے متن کو اس کے صحیح اسناد کے ساتھ اور ہر اسناد کو اس کے اپنے متن کے ساتھ بیان فرمایا اور ہر حدیث کے اس کے اصلی اسناد کی بھی وضاحت فرمائی ۔ جب لوگوں نے یہ دیکھا تو سب نے حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے حفظ اور فضیلت کا اعتراف کیا ۔ امام بخاریؒ کا یہ کمال ہے کہ لوگوں کی گردنیں ان کے آگے جھکی جاتی تھیں ۔

عبداللہ بن حماد نے جو امام بخاریؒ کے شیخ اور استاذ ہیں ، کہا کہ کیا اچھا ہوتا کہ میں محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ کے سینے کا ایک بال ہوتا ۔

فرمانِ خدا

- تم سے بڑی عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو سب سے زیادہ گناہوں سے بچتا ہے۔
- مردانِ خدا کو تجارت اور خرید و فروخت مسجد میں حاضر ہونے سے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتی۔
- سنو! اللہ کے دوستوں کو جو ایمان لاتے اور گناہوں سے بچتے ہیں، قیامت کے دن نہ خوف ہوگا نہ غم۔
- اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچ بولنے والوں کے ساتھ رہو۔
- اگر تمھیں اللہ سے محبّت ہے تو اے رسول ان سے کہو کہ تم میری اتّباع کرو اللہ تم سے محبّت کریگا۔ اور تمھارے گناہوں کو بخش دے گا اور اللہ بڑی بخشش کرنے والا مہربان ہے۔

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلّم

- سب سے بڑا عبادت گزار وہ ہے جو اللہ کے محارم کے نزدیک نہ جاتے۔
- سب سے زیادہ غنی وہ ہے جو اپنی قسمت پر راضی ہو۔
- کامل ایمان دار وہ ہے جو پڑوسی سے نیکی کرے۔
- سچا مسلمان وہ ہے جو اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہ چیز پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔
- بہت ہنسنے سے پرہیز کرو اس لیے کہ بہت ہنسنے سے دل مُردہ ہو جاتا ہے۔

دنیا کی بے ثباتی

حضرت لقمان علیہ السلام گھاس پھوس کی ایک ٹوٹی جھونپڑی میں زندگی کے آخری سانس شمار کر رہے تھے۔ ملک الموت آیا اور کہا: لقمان! اللہ نے تمھیں جو علم و حکمت عطا کی ہے اگر اس سے تم اپنے لیے سونے کا گھر بناتے تو تمھارے لیے کچھ بھی دشوار نہ تھا مگر افسوس تم نے تو کوئی کچّا مکان بھی نہیں بنایا۔ حضرت لقمان نے جواب دیا: یہاں کچّا یا پکّا مکان وہ بناتا جو یہاں ہمیشہ آباد رہتا۔ یہاں کوئی آباد نہیں اور تھوڑی دیر تھہر جانے کے لیے یہ جھونپڑی ہی کافی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد و ستائش اس ذات کے لیے جس نے اس کارخانۂ عالم کو وجود بخشا

اور

درود و سلام اس کے آخری پیغمبر پر جنھوں نے دنیا میں حق کا بول بالا کیا

قارئین محترم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

آپ سے متفق ہونگے کہ آپ کی طرح عظیم انگنت محترم ہستیاں ملت مسلمہ کی نشاۃ ثانیہ کے لیے اپنے اپنے دائرہ کار میں عظیم خدمات انجام دے رہی ہیں۔ آپ جیسے اہل دانش سے یہ بات بھی مخفی نہ ہوگی کہ ملت کی زبوں حالی کے اسباب میں ایک بڑا سبب یقین محکم کی کمی اور عمل پیہم کا فقدان ہے جس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ مصائب و آلام جو ہماری کوتاہیوں اور بداعمالیوں کا نتیجہ ہیں ہم انھیں "قسمت کا لکھا" سمجھ بیٹھے ہیں۔

عوام الناس سے قطع نظر ہمارے خواص کا بھی خاصہ بڑا طبقہ نجومی کے کہنے کو قسام ازل کا لکھا سمجھتا ہے اور اس پر یقین بھی رکھتا ہے (نعوذ باللہ)۔ یہی نہیں بلکہ بڑے بڑے اخبارات و رسائل تک ہر ہفتہ پورے کے پورے صفحات نجومیوں کی پیش گوئیوں کی خرافات کی نذر کر رہے ہیں۔ اس طرح ملت مسلمہ کے اذہان کو آہستہ آہستہ زہر پلا رہے ہیں اور انھیں ناکارہ بنا رہے ہیں۔ اس طرح ہم عملی دنیا سے دور تر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ انجام کار عظیم ملی نقصان ہو رہا ہے۔ تعجب اس بات پر ہے کہ کوئی اس کے خلاف آواز بھی نہیں اٹھاتا۔

میں انتہائی محدود وسائل و پیرانہ سالی کے باوجود اس مقصد جلیلہ کو لے کر اٹھ کھڑا ہوں تاکہ ملت مسلمہ کو ستاروں کے ساتھ اپنی تقدیر کو وابستہ سمجھنے کے شرک سے نجات دلاؤں اور یقین محکم اور عمل پیہم کی تحریک پیدا کر کے ملت میں موجود بیمار ذہنوں کو منفی خیالات سے نجات دلاؤں اور انھیں ایک مثبت اور فعّال شخصیت بنا کر ان کی رگوں میں حیات تازہ کی لہر دوڑا دوں۔ اب میری زندگی کا واحد مشن یہی ہے۔

اس سلسلے میں مختلف عنوانات کے تحت اشتہارات اس شمارے میں شائع کیے جا رہے ہیں۔ یہ اشتہارات پمفلٹ کی صورت میں ملت گیر پیمانہ پر تقسیم کیے جا چکے ہیں۔ اور مزید تقسیم کیے جا رہے ہیں۔ ان کے مطالعے سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ مذکورہ بالا مشن کے سلسلے میں میرا پہلا قدم یہ ہے کہ اشتہارات مذکورہ میں مندرج اللہ رحمٰن ورحیم والی دعا کی اس حد تک تبلیغ و اشاعت کی جائے کہ یہ دعا ملت کے ہر فرد کے دل کی صدا بن جائے۔

اشتہارات مذکورہ کے مطالعہ سے یہ حقیقت بھی کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ ستاروں کے ساتھ اپنی

تقدیر کو وابستہ سمجھنے والوں کے نام میرا پیغام یہ ہے کہ

نجوم اور متعلقہ علوم دوسرے تمام تر غیر الہامی علوم کی طرح ظنی علوم ہیں۔ یہ علوم "مخبر" ہیں۔ ان کا شمار عظیم سماجی علوم میں ہے۔ ان کی مقصدیت اور افادیت یہ ہے کہ ان کے ذریعے استخراج نتیجہ کیا جائے۔ "مخبر" اچھی ہو تو اس سے بھرپور استفادہ کیا جائے اور اگر خبر بری ہو تو اس سے بچنے کی تدبیریں کی جائیں اور ہر حال میں نتیجہ اللہ رحمٰن ورحیم کی رحمت کاملہ پر چھوڑ دیا جائے۔ ستاروں کے اثرات ان کی خاصیت ہیں، طاقت نہیں۔ وہ ہمارے لیے مسخر ہیں۔ اپنی اصلاح، ذہنی تحریک، ذوق یقین کی نشو و نما اور پختگی سے حالات بدل سکتے اور دعاؤں سے پتھر پانی بن سکتے ہیں۔ "تدبیر کی اہمیت اور ذاتی صلاحیتوں کی قوت" کے زیر عنوان اشتہار میں تدبیر و تقدیر پر گفتگو ان علوم کے ماہرین کے اقوال کے حوالے سے اسی لیے کی گئی ہے تاکہ واضح ہو جائے کہ ان علوم کا مقصد "قسمت شناسی" نہیں۔ میں ان علوم سے نصف صدی سے زیادہ عرصے سے وابستہ ہوں اور ان علوم کی پریکٹس سے اپنی پیرانہ سالی کی وجہ سے ۸ فروری ۱۹۸۰ء سے ریٹائر ہوا ہوں۔ اپنی طویل پریکٹس کے دوران ان علوم کو بحمد للہ پوری کامیابی سے صرف اور صرف تعمیری مقاصد کے لیے استعمال کرتا رہا ہوں۔ اس کی تصدیق میری وزیٹر بک میں مندرج ہر مکتبہ فکر کی محترم ہستیوں کی ہزاروں آراء سے ہوتی ہے۔ سبحان اللہ تعالیٰ! اس اجمال کی تفصیل روشن ترین دلائل و براہین کے ساتھ زیر طباعت کتاب "نوشب آفریدی" "اغ آفریدم" (میرے رب! میں نے رات کا اندھیرا دور کرنے کے لیے تیری رحمت سے چراغ بنا لیا) میں دی گئی ہے۔ یہ کتاب بلا معاوضہ تقسیم ہوگی۔ انشاء اللہ!

اس سلسلے میں یہ بھی عرض کر دوں کہ مذکورہ بالا مقصد جلیلہ کی تبلیغ و اشاعت سے میرا کسی بھی قسم کا کوئی ذاتی مفاد وابستہ نہیں ہے۔ اب تو میں پریکٹس سے ریٹائر ہو چکا ہوں جن دنوں میں پریکٹس کرتا تھا ان دنوں بھی میرا طریق کار کبھی یہ نہیں رہا کہ مریض اپنے معالج کی نگاہوں سے دور ہو اور معالج اسے مشورے دے اور علاج تجویز کرے۔ میں نے پوری زندگی یہ کام نہیں کیا کہ خط و کتابت کے ذریعے مسائل کا حل پیش کرتا اور وی، پی، بھیج کر پیسے کماتا۔ اس سلسلہ میں اخبارات و رسائل اور دوسرے ذرائع سے اعلانات کرتا رہا ہوں۔ اس کی وضاحت بھی مذکورہ بالا اشتہارات سے ہو جائے گی۔

یہ بھی عرض کر دوں کہ میری کوئی جماعت نہیں ہے اور میں جماعت بنانا بھی نہیں چاہتا۔ پیری مریدی بھی نہیں کرتا کہ خود کو اس کا اہل نہیں پاتا ہوں۔ چندہ، ہدیہ، نذرانہ وغیرہ بھی نہیں لیتا۔ یہ ایک انفرادی کوشش ہے اور یاران نکتہ دان کے لیے صلائے عام کہ وہ اس مشن کو بیش از بیش آگے بڑھائیں۔ میری کوشش اس سلسلے میں یہ ہے کہ ہر مکتبہ فکر کی محترم ہستیوں کی آرا اکٹھا کر کے کتابی صورت میں شائع کر دوں۔ خواہ یہ آرا اس تحریک کی موافقت میں ہوں یا مخالفت میں۔ اس کتاب میں دیگر مکاتب فکر کی آرا کے ساتھ پورے عالم اسلام سے ہر مسلک کے

دینی اور روحانی پیشوا، علماء، فقہا اور مشائخ کی آراء زیادہ سے زیادہ تعداد میں یکجا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔
بہ کمال ادب درخواست کررہا ہوں کہ اس سلسلے میں اپنے گراں قدر تاثرات سے مطلع کر کے ملتِ مسلمہ کی رہنمائی فرمائیں۔ مشورے دیں۔ احسان ہوگا۔ آپ کے دردمند دل سے یقین رکھتا ہوں کہ اس مشن کو زیادہ سے زیادہ آگے بڑھانے میں مجھے آپ کا بھرپور تعاون حاصل رہے گا۔ مہربانی فرما کر جواب سے جلد سرفراز فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ حامی و ناصر ہو۔ والسلام!

دعاگو دعاؤں کا محتاج:

سید عزیز الرحمٰن شاہ پیرزادہ سید عزیز الرحمٰن
ٹنگوپیر روڈ سائٹ کراچی ۱۶ خط و کتابت کا پتہ
نزد حبیب بنک (الیسٹرن سٹوڈیو) معرفت پوسٹ بکس نمبر ۳۶۵۲
الائیڈ بنک رسند پرنٹنگ فیکس) کراچی ۱۶۔ فون ۲۹۱۲۱۰۔ ۲۹۰۴۴۲

بقیہ صہ ۲۳

اسلامی، خاکسار تحریک، جمعیت انصار وغیرہ کے نظریاتی نعروں، حکومتِ الٰہیہ اور نظامِ اسلام کے جواب میں مثبت اور عملی لائحہ عمل دارالاسلام پاکستان کی حقیقتوں سے آشنا کیا اور اس میں نفاذِ شریعت کے ممکنات کو متحدہ ہندوستان میں غلبۂ اسلام کے نظر و فریب و توہمات پر دلائل و براہین سے واضح کیا۔

اس کے علاوہ گو اس وقت اور بھی مسلم اخبارات و جرائد مثلاً نوائے وقت، زمیندار، کامریڈ وغیرہ میدانِ سیاست میں تھے۔ لیکن اپنی پیشانی پر پاکستان کے الفاظ لکھنے کا شرف سب سے پہلے مولوی ابوالریاض حکیم معراج دین کی زیرِ ارادت نکلنے والے اہلِ سنّت والجماعت ہند کے ترجمان "الفقہ" امرتسر کو ہی حاصل ہوا تھا۔

ضرورت ہے کہ نئی نسل کے سامنے صحیح تاریخ کو پیش کیا جائے تاکہ وہ اپنی اصل تاریخ سے آگاہ ہو اور وہ ان تاریخ ساز شخصیتوں کے کردار کی روشنی میں اپنے آپ کو ڈھال سکیں اور تعمیر و ترقیٔ پاکستان میں اپنا بھرپور کردار ادا کرسکے۔

محمد الیاس اعظمی

۱۵ - ۸ - ۸۳

اولیاء اللہ لوگوں کے قلب و روح کے چمکانے میں مصروف ہوتے ہیں۔ ہوا و ہوس سے ان کے نفوس کو مصفا کرتے ہیں اور تعلقاتِ دنیوی سے ان کو نجات دلاتے ہیں اور ان کی مغفرت کا وسیلہ بنتے ہیں۔

میرے آقا ﷺ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

راجا رشید محمود

شاہِ کون و زمن مرے آقاؐ
زیست کا بانکپن مرے آقاؐ

آپ کے دم قدم سے قائم ہے
رشتۂ جان و تن مرے آقاؐ

روحِ کون و مکاں مرے مولا
جانِ ہر انجمن مرے آقاؐ

عرش پر جلوہ گر مرے سرور
قلب میں ضوفگن مرے آقاؐ

رحم فرمایئے کہ دورِ جدید
ہے بہت پُرفتن مرے آقاؐ

اب ہے خورشید تیرگی کا امیں!
پست ہے اب گگن مرے آقاؐ

بن گئے امتدادِ وقت کے ساتھ
راہنما راہزن مرے آقاؐ

زر کے لات و منات پوجتے ہیں
ہم کہ تھے بُت شکن مرے آقاؐ

ہر بُرائی سے ربط ہم کو ہے!
بگڑا ایسا چلن مرے آقاؐ

آپؐ کی اک نظر کا طالب ہے
میرا عجزِ سخن مرے آقاؐ!

رجسٹرڈ ایل ۷۸۴۷

معراجِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

حضور پُر نور حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج ایک مسلمہ حقیقت اور آپ کے کمالات اور مدارج علیا سے ایک بلند ترین درجہ ہے۔ واعظین نے اس میں غلط روایات کے ساتھ اس میں افراط و تفریط بہت کی ہے۔ اعتدال الحق اور صحت روایات کی راہ کو ترک کیا ہے۔ اس کتاب میں صحیح روایات کے ساتھ، معراج پر روشنی ڈالی گئی ہے ہر مسلمان کو اصل حقیقت جاننے کے لئے اس کا مطالعہ ضروری ہے۔

قیمت بہت تھوڑی، صرف پانچ روپے۔ دو روپے ڈاک خرچ اس پر زائد ہوگا۔

ملنے کا پتہ

دفتر ماھنامہ انوار الصوفیہ قصور

یارانِ طریقت

پیر بھائی

اتفاق اتحاد اور الحب فی اللہ والبغض فی اللہ اور یارانِ طریقت کے باہمی ارتباط پر اور پیرِ کامل کی صفات پر اعلیٰ حضرت امیر ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلمی جواہر ریزوں کا پاکیزہ اور خوبصورت مرقع ہے۔

جملہ یارانِ طریقت کے پاس اس کا ایک ایک نسخہ ہونا ضروری ہے

قیمت ——— پانچ روپیہ

دفتر انوار الصوفیہ قصور میں ایک پوسٹ کارڈ لکھ کر طلب کریں

تاجران کتب کو ۲۰ فی صد کمیشن دیا جائیگا